شاہ نصیر گولڑوی کی غزل پر بیدل کے اثرات

ڈاکٹر محمد شاہ کھگہ
اسسٹنٹ پروفیسر فارسی
گورنمنٹ گورونانک کالج ننکانہ صاحب

INFLUENCE OF BEDIL
ON NASEER GOLARVI'S VERSE

Muhammad Shah Khagga, PhD
Assistant Professor of Persian
Govt. Guru Nanak College, Nankana Sahib

Abstract

Bedil Delhavi was a Sufi saint and a remarkable poet of the Indian Subcontinent. He was the foremost representative of the later phase of the Indian style, Sabk-e-Hindi of Persian poetry and the most difficult and challenging poet of that school. His poetry attracted the true scholarship and got admired by the Persian literati home and abroad alike for his employment of unique style and subject matter. Being one of his admirers, Naseer al Din Golarvi not only tried to elaborate Bedil's thoughts but also got influenced by his style and thoughts. The article is a study of Bedil's influence on the verse of Naseer al Din Golarvi.

Keywords:

مرزا بیدل، نصیرالدین گولڑوی، محمد افضال سرخوش، عرش ناز، کلیات بیدل دہلوی

حضرت مرزا بیدلؔ، کمیت و کیفیت کے اعتبار سے عظیم مفکر اور سبکِ ہندی کے بلند مرتبہ شاعر تھے۔مضمون آفرینی، باریک خیالی، رفعتِ اندیشہ اور عرفانی حقایق کے بیان کرنے میں وہ منفرد شخص تھے۔ بیدلؔ دہلوی کے اشعار حقایق و معارف سے پرُ ہیں۔یعنی خدا شناسی، خود شناسی اور عالم شناسی سے لبریز ہیں۔ کائنات میں ہر شے ذات وصفاتِ حق سے ظہور پذیر ہوئی ہے جسے وہ اپنے انداز میں یوں فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کتاب اللہ کی روشنائی ہے، اور جو کچھ تم بولتے ہو وہ اس کا صریرِ خامہ ہے:

آنچہ بینی سواد نامۂ او است

ہر چہ گویی صریر خامۂ او است(۱)

اس حقیقت کے باوجود کہ کائنات میں ہر شے کا ظہور خدائے متعال کی ذات وصفات سے ہے لیکن اس کائنات میں فلسفۂ بیدل کے مطابق بنیادی حیثیت انسان ہی کو حاصل ہے۔حضرت بیدل دہلوی کو شاعر تصوّف سمجھا جاتا ہے اور علم تصوّف آپ کے اشعار میں نمایاں بھی ہے۔عشق الٰہی کا جذبہ بیدل کی شاعری میں رچا بسا ہوا ہے اس لیے خُدائے متعال نے ان کے افکار کو نہ صرف عظمت و رفعت بلکہ وحدت و جامعیت اور توازن واعتدال بھی بخشا ہے۔فارسی شاعری میں صنف قصیدہ کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور ہر زمانے میں امرا اور شاہان وقت کے درباروں میں بڑے سے بڑا شاعر وابستہ رہا ہے۔فارسی شعرا نے قصیدہ نگاری میں بڑا مقام حاصل کیا اور تقریباً ہر دور میں بادشاہوں کی مدح سرائی صنفِ قصیدہ میں ہوتی رہی ہے۔ حضرت بیدل نے زمانے کے چلن اور دستور کے برعکس شاہان وقت کی قطعاً مدح سرائی نہیں کی، کسی حاکم وقت کی تعریف میں ایک مصرع بھی نہیں کہا، میرزا عبدالقادر بیدل شہزادہ محمد اعظم شاہ کی ملازمت میں بڑے اچھے عہدے پر فائز تھے۔ایک دن شہزادے نے قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی تو حضرت بیدل نے شہزادے کی خدمت میں قصیدہ پیش کرنے کی بجائے ملازمت سے استعفٰی پیش کر دیا۔اساتذۂ سخن کے تمام اثرات ان کے کلام میں موجود ہیں لیکن ایک لحاظ سے میرزا بیدل کا مقام منفرد ہے۔یہ انفرادیت غزل کی ہئیت کے لحاظ سے بھی ہے اور معانی و مطالب کی حیثیت سے بھی۔جناب مرزا اسداللہ خاں غالب ایسا عظیم شاعر بیدل عظیم آبادی کے کلام کی عظمت کا معترف تھا اور انھیں استادِ سخن مانتا تھا۔اپنے عجز کا اظہار اس طرح کیا:

طرزِ بیدل میں ریختہ لکھنا

اسدؔاللہ خاں قیامت ہے(۲)

محمد افضل سرخوش نے کلمات الشعرا میں بیدل کو استادِ فن اور آزاد بلگرامی نے خزانہء عامرہ میں بیدل کو پیر میکدہ سخن دانی و افلاطونِ خم نشینِ یونانِ معانی کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔میر عبدالرزاق خوافی نے بیدل کے شعری مقام کو بڑے پرشکوہ انداز میں یوں پیش کیا ہے: بر سریر سخن گستری فرّ دارائی وشکوہ جمشیدی داشتہ(۳) یعنی حضرت بیدل شاعری کے شاہی تخت پر جمشید و دارا کی سی شان وشکوہ رکھتے تھے۔علّامہ محمد اقبال اور

مجنوں گورکھپوری بھی میرزا بیدل کے بلند تخیل اور فکر عمیق سے متاثر تھے بلکہ اقبال نے ان سے بہت سے مفاہیم بھی لیے ہیں۔خزانہ عامرہ میں مولانا آزاد بلگرامی نے بیدل کے کلام پر بڑا خوبصورت تبصرہ کیا ہے:

رساند پایہء معنی بہ آسمان نہم
بلند طبع شناسد کلام بیدل را(۴)

مولانا بیدل دہلوی کے کلام اور رفعت تخیل کو سمجھنا ہر کس و ناکس کے بس میں نہیں ہے۔غالب جیسے نابغہ روزگار بھی سر تسلیم خم کیے نظر آتے ہیں۔ بیدل شناسی میں چند نام ملتے ہیں لیکن وہ سب برملا اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن حضرت بیدل کے اعجاز فکر تک رسائی حاصل نہ ہوسکی۔ خلیل اللہ خلیلی، دکتر شفیعی کدکنی، سہراب سپہری، علاّمہ اقبال، مجنوں گورکھپوری، آزاد بلگرامی، خواجہ عباداللہ اختر، ڈاکٹر عبدالغنی، پیر سیّد نصیرالدین نصیرؔ گولڑویؒ اور ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی کے نام نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ان شخصیات میں جو انفرادیت پیر نصیرالدین نصیرؔ گولڑویؒ نے حاصل کی وہ قابل تحسین ہے۔نصیرؔ فرماتے ہیں کہ میں نے تمام اساتذۂ سخن کے دواوین پڑھے بالخصوص فارسی اساتذۂ فن کے اشعار میں عمیق پہلوؤں سے غوطہ زنی کی یعنی رودکی سمرقندی سے لے کر مولانا غلام قادر گرامی تک کو کھنگال دیا لیکن جو رفعت فکر اور طلسم حیرت مجھے حضرت مولانا بیدل کے کلام میں ملی وہ کسی استاد شاعر کے ہاں بھی نہیں ملی۔ پیر سیّد نصیرالدین نصیر گولڑویؒ کا پہلا فارسی رباعیات کا مجموعہ آغوش حیرت کے نام سے شائع ہوا، ہر مکتب فکر نے سراہا۔ بڑے بڑے شعرا انگشت حیرت لیے رہ گئے۔آپ کی تمام رباعیوں میں بیدل کا رنگ ملتا ہے۔پیر نصیرؔ کی حضرت بیدل سے محبت دیکھیے کہ رباعیات کے مجموعہ کا نام ''آغوش حیرت'' بھی حضرت بیدل کے شعر سے لیا ہے:

خیالش بر نمی تابد شعور ای بی خودی!جوشی
نمی گنجد بدیدن جلوۂ اش ای حیرت ،آغوشی(۵)

پروفیسر حافظ محمد افضل فقیرؒ پیر نصیرالدین گولڑویؒ کی فارسی رباعیات کے بارے میں کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

آغوش حیرت پیر نصیرالدین گولڑویؒ کی طبع وقاد کا نتیجہ ہے۔شعری لطافتوں نے نصیر کو اوائل عمر ہی میں منتخب کرلیا، ذوق موسیقی نے حروف کو صوتی آہنگ سے آشنا ہونا سکھایا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کم عمری میں رباعیات ارباب سخن میں مقبول ہوئیں۔ رباعی ایک ایسی دشوار اور جان گسل صنفِ سخن ہے کہ کلاسیکی ادب کے ممتاز شعرا نے بھی آخری عمر ہی میں اس کی طرف توجہ دی ہے اور پھر جو کچھ لکھا ہے وہ باستثنائے چندے نہایت مختصر ہے۔پیر نصیر کا ادبی زندگی کے آغاز ہی میں رباعیات کا گراں قدر مجموعہ ترتیب دینا بلا شبہ حیرت انگیز کارنامہ ہے۔۔۔سعدی، خسرو، حافظ، عرفی، نظیری اور جامی سمیت تمام مشاہیر ادب کا کلام اس کے لیے بالیدگی فکر کا سامان بنا ہے لیکن میرزا عبدالقادر بیدل دہلویؒ تو ساز و برگ حیات ہے۔اس کی رباعی نگاری میں

خمریاتِ حکیم خیام کی آب وتاب، ابوسعید ابوالخیر کی سرمستی فقر کا انجذاب اور میرزا بیدل کے علوِفکر سے اکتساب نمایاں ہے۔اس کے علاوہ بہت سے اساتذۂ فن نے پیر نصیر گولڑوی کے افکار کو بیدؔل دہلوی کے تخیلّات کی جھلک کہا ہے۔ڈاکٹر محمد سرفراز ظفر نے مرکز تحقیقات ایران و پاکستان، اسلام آباد میں راقم الحروف کو کاغذ پر لکھ کر تبصرہ دیا جو بعد میں مہر نصیر میں شائع بھی ہو گیا: ''نصیرالدّین متخلص بہ نصیر گولروی یکی از معروف ترین شاعران فارسی گوی پاکستان می باشدوی در چہار زبان عربی، فارسی اردو و پنجابی شعرمی سراید۔شعر فارسی او بیشتر شعر مذہبی است ۔مجموعہ اشعارش آغوش حیرت مشتمل بر رباعی ھا است ۔وی رباعی را تحتِ تاثیر میرزا عبدالقادر بیدل دہلوی سرودہ است''۔(٦)

پیر نصیرالدین گولڑویؒ نے بیدل شناسی اور تخیلّاتِ بیدل کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ کمال عجز کا اظہار کیا ہے۔لیکن اپنے فارسی، اردو کلام میں بیدل سے محبت وعقیدت کو ثابت کر دکھایا۔حضرت بیدل دہلوی کے رنگ کو ملاحظہ فرمائیں:

سخن باشد دلیل زندگی روشن خیالان را
غم مردن ندارد شعلہء ما، تا زبان دارد (٧)

پیر نصیر گولڑوی کے افکار کی مرزا بیدل کے خیالات سے مماثلت ملاحظہ فرمائیں:

کلام روشن خیال لوگوں کا ان کی برہانِ زندگی ہے
نہیں بجھے گا ہمارا شعلہ، ہے جب تک اس کی زبان باقی (٨)

پیر نصیر گولڑویؒ کو بیدل دہلوی سے بڑی محبت اور عقیدت تھی اس لیے انھوں نے ان کے بہت سے اشعار کا ترجمہ کیا ہے اور بیدل کی مرغوب زمینوں میں طبع آزمائی کی ہے۔بعض شاعر استاد شعرا کا تتبع کرتے ہیں اور ان کے خیالات سے بے حد متاثر ہو جاتے ہیں لیکن کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے ہم عصر شعرا سے ملے بھی نہیں ہوتے اور ان کے تخیلات میں بڑی مماثلت پائی جاتی ہے:

در ز زندگی مطالعۂ دل غنیمت است
خواہی بخوان و خواہ مخوان، مانوشتہ ایم (٩)

پیر نصیر گولڑویؒ نے بیدل کے خیال کا ترجمہ بہت عمدہ کیا ہے۔یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا حضرت بیدل علیہ الرحمہ سے قلبی تعلق ہے:

حیات میں ہے غنیمت مطالعہ دل کا
کوئی پڑھے نہ پڑھے، ہم نے داستاں لکھ دی (١٠)

''عرش ناز'' نصیر کے فارسی غزلیات کا مجموعہ ہے جس میں بہت سی غزلیات بیدل دہلویؒ کی زمین میں ہیں۔بحر کامل مثمن سالم بیدل کی مرغوب اور پسندیدہ بحر تھی۔عرشِ ناز میں بہت سی غزلیں بیدل کی زمین میں ہیں یعنی بحور آہنگ کا بھی تتبع کیا ہے۔

اگر است در دلت آرزو کہ نظر بہ خوش نظری رسد
بہ حریم جلوۂ خود نشین کہ ترا از و خبری رسد (۱۱)
ستم است این روشِ جنوں کہ خود فریبئ پُر فسوں
نظری بہ اُو نکشودی و نفسی ز خود نرمیدہ ای(۱۲)

بلکہ اپنے مجموعہ عرش ناز کا انتساب بھی میرزا عبدالقادر بیدل کے نام کیا ہے جن کے اندیشہ ھائے ارفع کو پڑھنے سے ذہن رسا اور طبع وقاد کو خیراتِ معانی کے ساتھ ساتھ بلندی تخیّل اور معراجِ تفکر بھی حاصل ہوتا ہے۔ پیر نصیر گولڑوی کے چند فارسی اشعار بیدل دہلوی کے اسلوب اور فکر کا رنگ لیے ہوئے ہیں، ملاحظہ ہوں:

بیا! با شوق در بزم نصؔیر ای تشنۂ مستی
کہ او در قحطِ خوش ذوقی و جودی مغتنم دارد (۱۳)
چہ کشی نصؔیر غم طلب، بنشین بہ زاویۂ ادب
ہمہ جا اگر نرسیدہ ای، سخنِ خوشت ہمہ جا رسد (۱۴)
چہ کنم نصیر بہ نا کسان نظر ہوس پَیِ آب و نان
کہ ہزار مرحمت و کرم بنمودہ میرِ حجازِ من (۱۵)
طرب ای نصیر ابو البیان ، چہ شوی فسردہ ز ابلہان
کہ تو در نگاہِ چمن دلان ہمہ جلوہ ای، ہمہ دیدہ ای (۱۶)

پیر نصیر الدین گولڑویؒ کو مولانا مرزا عبدالقادر بیدل دہلویؒ سے والہانہ محبت وعقیدت تھی۔ شاید اس وجہ سے بھی کہ بیدل کو شیخ عبدالقادر گیلانیؒ سے روحانی نسبت تھی، پیر صاحب کے افکار٬ تخیلاتِ بیدل کی فکر سے بڑی موافقت رکھتے ہیں۔ مولانا بیدل دہلوی صوفیانہ مزاج کے حامل تھے اور پیر نصیر الدین گولڑوی صاحبؒ کے مزاج اور خمیر میں بھی تصوف کا رنگ نمایاں تھا۔ بیدل شناسی اور بیدل فہمی میں انھیں کمال دسترس حاصل تھی۔ پیر نصؔیر بارگاہِ بیدل میں بڑے القابات اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں تفصیل کے لیے عرشِ ناز کا انتساب ملاحظہ فرمائیں:

''افلاطونِ دانش کدۂ حقایق، جالینوسِ عزلت گاہِ دقایق، مفخرِ عرفاءِ اعصار، مرجعِ فضلاءِ امصار، حیرت خانۂ رموز و اسرار، تربیت یافتۂ اولیاء، خلاصۂ فیضانِ اصفیاء، نبّاضِ فطرتِ انسانی، خطیبِ منبرِ سحر بیانی، سلطانِ اقلیمِ الفاظ و معانی، مسافرِ رسیدۂ منزل، فقیرِ مستغنی دل، ابوالفضایل حضرت میرزا بیدلؒ۔'' (۱۷)

مرزا بیدل کے چند اشعار تشریح کے ساتھ پیش ہیں۔ بحث و مناظرہ کے ضمن میں بیدل کا ایک ہی زمین میں ایسا دوغزلہ ہے جس کا یہاں ہر شعر اپنے اندر ایک جہانِ معنیٰ لیے ہوئے ہے اور مزید لطف کی بات

یہ ہے کہ لفظ بحث ہی اس کی ردیف ہے اور پھر بحث کے ہر پہلو سے بحث کی گئی ہے۔

بی مغزی و داری بہ من سوختہ جان بحث
ای پنبہ !مکن ہر زہ بہ آتش نفسان بحث

اے بحث کرنے والے! تو علم و دانش سے محرومی کے باوجود مجھ سوختہ جاں سے بحث کر رہا ہے۔ اے روئی کے گالے! بہتر یہی ہے کہ تو ان سے بحث میں فضول نہ الجھ جن کی سانسوں سے شعلے نکل رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم پہلے ہی سے جلے بھنے بیٹھے ہیں اور بھڑک اٹھنے کے جواز کی تاک میں ہیں اے مخاطب! تو روئی کی طرح بے مغز، اگر تجھ میں کچھ مغز ہوتا تو شاید تجھے راکھ کا ڈھیر بننے میں کچھ وقت ضرور لگتا۔ اس لیے کہ ٹھوس چیز کے جلنے میں نسبتاً کچھ دیر لگتی ہے مگر اے مخاطب! تو تو روئی کا گالہ ہے اور جب روئی آگ کو خود دعوتِ جوہر آزمایی دے تو انجام ظاہر ہے۔

زیر و بمِ این انجمن آفاتِ خروش است
ہر دم زدن این جا دم تیغ است و فسان بحث

انسان کی ہر سانس تیغ کی دھار کی حیثیت رکھتی ہے اور بحث ریتی کا کام دیتی ہے۔ اس انجمن کے ہر زیر و بم سے آفات و مصائب کا ایک ہنگامہ اور شور اُٹھ رہا ہے۔

خواریست بہر کج منش از راست روان بحث
بر خاک فتد تیر چو گیرد بہ کمان بحث

سچے کا اُلٹی چال چلنے والے سے بحث کرنا رسوائی و بدنامی کا سبب ہوتا ہے، یعنی جب بھی تیر و کماں کی آپس میں ٹھن جاتی ہے تو راست بازی کی بنا پر تیر آخر مٹی پر ہی گرا کرتا ہے۔

در ترکِ تأمل الم شور و شری نیست
بلبل ننماید بہ چمن فصلِ خزان بحث

سوچ بچار نہ کرنے سے شور و شر کے خطرات ٹل جاتے ہیں، موسمِ خزاں میں باغ سے الجھنا شیوۂ بلبل نہیں ہے۔

گر بی خردی ساز کند ہر زہ سرایی
بگزار کہ چون شعلہ بمیرد بہ ہمان بحث

اگر کسی جاہل نے فضول قسم کی بک بک شروع کر ہی لی تو اسے چھوڑ دے اور کچھ مت کہہ اس لیے کہ وہ کچھ ہی دیر میں اپنی اس بحث کے ہاتھوں شعلے کی طرح خاموش ہو جائے گا۔ کیوں کہ شعلے کی ہر لپیٹ درحقیقت اس کی اپنی ہی ذات کے لیے پیغامِ مرگ ہوا کرتی ہے مقصد یہ کہ جب کبھی بے عقل لوگوں کی یاوہ گوئی سنے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آئے تو اہلِ علم و دانش کو کمال متانت سے کام لیتے ہوئے انھیں ان کی حالت پر

چھوڑ دینا چاہیے اوران کی خرافات کو سنتے رہنا چاہیے آخر وہ کب تک بولتے رہیں گے۔

جمعیتِ گوہر نکشد زحمتِ امواج
بیدل بہ خموشان نکنند اہلِ زباں بحث(۱۸)

موتی کی مربوط مجتمع شان موجوں کی زحمتِ کشاکش سے متاثر نہیں ہوتی بیدل! یہی وجہ ہے کہ زیادہ زبان چلانے والے خاموشی اختیار کر لینے والوں سے بحث میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔مندرجہ بالا شعر لفظی و معنوی ہر دو لحاظ سے کمال فن کا نمونہ ہے۔ان چند اشعار کی شرح لکھنے کا مقصد حضرت پیر نصیر گولڑ ویؒ کی بیدل شناسی اور ادراکِ عمیق کو واضح کرنا ہے۔ان کے ہر شعر میں اور ہر نثری تحریر میں حضرت بیدل کا رنگ ملتا ہے اور بالخصوص ان کی گفتگو بیدل کے اشعار سے مزین ہوتی تھی۔بیدل کی زمینوں میں، پھر تخیل اور سوچ بھی بیدل جیسی پیش کرنا پیر گولڑوی کا خاصا تھا۔

پیر گولڑوی بیدل دہلوی کی بحر کامل کو پسند فرماتے تھے۔اس لیے بہت سی غزلیات فارسی اور اردو میں بطور نمونہ ملتی ہیں:

سرِ لوح مصحفِ رُخ گشا کہ بہار صبح دمیدہ ای
کرمی کہ یوسف رحمتی ،نظری کہ دولتِ دیدہ ای

چہرے کے صحیفے کو کھول کہ تو طلوع ہونے والی صبح کی بہار ہے۔مہربانی فرمائیے کہ تو یوسفِ رحمت ہے،نظر فرمائیے کہ تو آنکھوں کی دولت ہے۔

پر و بالِ سعئ عبث مزن بہ عبورِ بامِ الوہیت
بہ وفای حقِّ عبودیت کہ بہ فکرِ سگ نرسیدہ ای

تو الوہیت کی چھت کو عبور کرنے کے لیے بے کار کوشش میں بال و پر نہ پھیلا ،حقِ عبودیت کی انجام دہی کی قسم کہ تو سگ کی سوچ کو بھی نہیں پہنچا۔

ستم است این روشِ جنوں کہ ز خود فریبئ پُر فسوں
نظری بہ اُو نگشودی و نفسی ز خود نرمیدہ ای

ستم ہے کہ دیوانگی کی اس کی روش کو جو کہ سحر آمیز خود فریبی کی وجہ سے تو نے اس پر ایک نظر ڈالی اور لمحے بھر کے لیے اپنی خودی کو نہ چھوڑا۔

طرب ای نصیر ابوالبیان چہ شوی فسردہ ز ابلہان
کہ تو در نگاہِ چمن دلان ہمہ جلوہ ای ،ہمہ دیدہ ای (۱۹)

اے ابوالبیان نصیر خوش ہو جا،تو احمقوں کی وجہ سے افسردہ کیوں ہو رہا ہے کہ تو تو محبوب کی نظر میں سراپائے جلوہ ہے اور سراپائے دید ہے۔

القصہ، سیّد نصیر الدین نصیر گیلانی گولڑوی علیہ الرحمہ کے اشعار عشق و درد سے لبریز ہیں۔ دنیا میں درد و سوز ہی سرمایۂ دو جہاں ہے۔ عشقِ الٰہی و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی شاعری کی جان ہے۔ اس لیے خدائے متعال نے ان کے افکار کو نہ صرف عظمت و رفعت بل کہ وحدت و جامعیت اور توازن و اعتدال بھی بخشا ہے۔ سیّد نصیرؒ کا پہلا فارسی رباعیات کا مجموعہ ''آغوشِ حیرت'' کے نام سے شائع ہوا، ہر مکتبِ فکر اور ناقدین نے سراہا۔ بڑے بڑے استاد شعرا انگشتِ حیرت لیے رہ گئے۔ آپ کی تمام رباعیوں میں بیدل دہلوی کا رنگ ہے۔ سیّد نصیر کی حضرتِ بیدل دہلوی سے محبت دیکھئے کہ رباعیات کے مجموعہ کا نام ''آغوشِ حیرت'' اور غزلیات کے مجموعہ کا نام ''عرش ناز، پیمانِ شب، دستِ نظر'' رکھا۔ بہت سے اشعار کی ردیفیں اور زمینیں بھی وہی استعمال کیں جو حضرتِ بیدل کو مرغوب تھیں۔ الفاظ کا چناو، تراکیب اور قافیے بھی ہو بہو وہی۔ اپنی نثری تحریر میں جا بجا بیدل کے اشعار سے حوالے دیتے، اپنے مجلّہ طلوعِ مہر میں ''اپنی بات'' کے نام سے ہر شمارے میں اظہارِ خیال فرماتے تھے، ہر موضوع میں اشعارِ بیدل سے اپنی بات کو ثابت کرتے اور بڑی مسجع نثر میں شعر کی تشریح و توضیح فرماتے تھے۔ اکثر اپنے بیانات اور خطبات میں کلامِ بیدل کو تحت اللفظ پڑھتے تھے۔ مراد چلتے پھرتے اپنی گفتگو کو کلام بیدل سے مزّین فرماتے تھے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) بیدل دہلوی، عبدالقادر، کلیات بیدل دہلوی، انتشارات فروغی، تہران، ۱۳۸۱ش، ص۳۱۹

(۲) غالب دہلوی، دیوان غالب (امتیاز علی خان عرشی) مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۹۲م، ص۴۲۷

(۳) محمد افضل سرخوش، کلمات الشعراء، شیخ مبارک علی تاجر کتب، لاہور، ۱۹۴۲ء ص ۱۹۱۵

(۴) بیدل دہلوی، کلیات بیدل دھلوی، ص۳۰۹ (۵) ایضاً، ص۶۷۷

(۶) نصیرالدین گولڑوی، آغوشِ حیرت، مکتبہ غوثیہ مہریہ، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، ص۱۱

(۷) بیدل دہلوی، عبدالقادر، کلیات بیدل دہلوی، انتشارات فروغی، تہران، ۱۳۸۱ش، ص۲۷۷

(۸) نصیرالدین گولڑوی، پیمان شب، مکتبہ مہریہ نصیریہ، گولڑہ شریف، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء ص۲۷۰

(۹) بیدل دہلوی، کلیات بیدل دہلوی، ص۳۲۱

(۱۰) نصیرالدین گولڑوی، پیمان شب، مکتبہ مہریہ نصیریہ، گولڑہ شریف، اسلام آباد، ۲۰۰۰ء ص

(۱۱) نصیرالدین گولڑوی، عرش ناز، مکتبہ مہریہ نصیریہ، گولڑہ شریف، اسلام آباد، ۲۰۰۰م ص۳۶

(۱۲) ایضاً، ص۳۴ (۱۳) ایضاً، ص۳۶ (۱۴) ایضاً، ص۳۲ (۱۵) ایضاً، ص۳۰

(۱۶) نصیرالدین گولڑوی، عرش ناز، ص۴۲ (۱۷) ایضاً، ص ر

(۱۸) بیدل دہلوی، عبدالقادر، کلیات بیدل دہلوی، ص۵۳۰ (۱۹) نصیرالدین گولڑوی، عرشِ ناز، ص۴۶